بیادِ بہادر یار جنگ

دکھوں میں پھر وہی چشمِ مروّت یاد آتی ہے
وہی پاکیزہ و سادہ طبیعت یاد آتی ہے
وطن سے دور اک شمعِ شرافت یاد آتی ہے
اندھیروں میں تری پُرنور صورت یاد آتی ہے

زمیں پر جب فروغِ انجمنان دیکھتا ہوں میں
جب اپنے رہبروں کے کاخ وایوان دیکھتا ہوں میں
اور ان کے سامنے سیلِ غریباں دیکھتا ہوں میں
مجھے اکثر تری شانِ امارت یاد آتی ہے

ملا کرتی ہیں جب آوارہ و حیران تدبیریں
ہوا کرتی ہیں تقدیروں کی جب بے ربط تعبیریں
سُنا کرتا ہوں جب بے روح اور بے مغز تقریریں
تری کیفیتِ زورِ خطابت یاد آتی ہے

ماخذ۔ کلام نظم حیدرآبادی ؛ صحیفۂ مژگاں
ناشر۔ بہادر یار جنگ اکادمی۔ کراچی ۱۹۸۶ء

غرض مندی کا دامن تھام لیتا ہے مرے آگے
فریب و مکر و فن سے کام لیتا ہے مرے آگے
کوئی جب مصلحت کا نام لیتا ہے مرے آگے
تری پُرجوش و مستانہ قیادت یاد آتی ہے

چمن چھوٹا مگر بھولے نہیں ہیں اب بھی وہ منظر
دکن کی وادیاں ہیں سجدہ گاہِ خسروِ خاور
بتا اب کس طرح سے حاضری دیں تیری تربت پر
بہت اب سرزمینِ نور و نکہت یاد آتی ہے

*